قیمت سالانہ عوام سے عہ/ طلبار سے عہ اور غیر ممالک والوں سے عہ/

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

نمبر ١ | بابت ماہ جنوری ١٩١١ء | جلد ٦

فہرست مضامین

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

باہتمام چوہدری عبدالسلام صاحب مینیجر قادیان سے شائع ہوا اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین مینیجر چھپا

اصلی ممیرا اور ممیریکا سرمہ وست سلاجیت

اصلی ممیری اور ممیریکے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ العالی کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا جاتا ہے اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے اس سرمہ کے متعلق تصدیق کی اس میں ڈالا جاتا ہے حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا۔ "کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی ایک فرد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے یہ سرمہ دھند جالا پھولہ پڑوال سبل اور سرخی ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لیے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عا قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا قسم اول عما دوم ... ترکیب استعمال۔ یہ میرا پتھر پر گھسکر آنکھوں میں ڈالا کرے یہ سرمہ خاصکر اس گرمی وغیرہ کے موسم میں جو بیمار ہوتے ہیں بہت مجرب ہے۔

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کی ہے جسکی عبارت یہ ہے)

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم و ریاح و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال فرماویں قیمت فی تولہ ۱۲

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی لٹری صافی سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں +

المشتہر [illegible] احمد [illegible] کابل [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ

فرعونِ موسیٰ

فرعون کا حال قرآن شریف میں پڑھکر اکثر عوام لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کسی خاص بادشاہ کا نام تھا۔ مگر اصل یہ ہے کہ جیسے چین کے بادشاہ فغفور ایران کے کسریٰ روم کے قیصر۔ جاپان کے میکاڈ اور روس کے زار کہلاتے ہیں۔ اسی طرح مصر کے بادشاہ اور صاحب تخت کو فرعون کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اسلیئے جیسے حضرت یوسف کے وقت میں فرعون حکمران تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بھی اُسی کی حکومت تھی لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ وہ فرعون یوسف تھا اور یہ فرعون موسیٰ۔ اس نے تو ایک نبی کی عزت و اکرام کر کے اپنے ملک کو قحط کی مصیبت سے بچا لیا۔ اور اس نے ایک نبی کی ہتک کر کے اپنا ملک اور دولت دونوں کو ویران و برباد کروایا اسنے تو حضرت یوسف اور انکے بھائیوں کو بلا کر بڑے آرام سے رکھا۔ اور اسنے اس مہمان کے بیٹے بڑی بیدردی سے قتل کروائے پس فرعون یوسف اور فرعون موسیٰ میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہ بالا بخت تھا یہ کمبخت۔

یہ یقینی طور سے تو نہیں بتایا جا سکتا کہ فرعون یوسف اور فرعون موسیٰ میں کتنے بادشاہ گزرے ہیں مگر پھر بھی اندازاً کہا جا سکتا ہے کہ [illegible] تو گزرے ہی ہونگے۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے مصر کی سرزمین میں قریباً دو صدیاں گزار دی تھیں اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے خوب ترقی کی اور حد و دسے چند انفاس

سے ہزاروں کی تعداد کو پہونچگئے۔ اسلیئے فراعنہ ان سے کسی قدر خایٔف رہنے لگے جسکا نتیجہ ہُوا۔ کہ انپر طرح طرح کے ظلم ہونے شروع ہو گئے۔

فراعنہ (فرعون کی جمع) کے ان سے ڈرنیکی ایک یہ وجہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ خود فراعنہ بھی مصر کے اصلی باشندے نہ تھے۔ بلکہ مشرق سے جاکر اس ملک پہ قابض ہو گئے تھے اور یہ بنی اسرایٔیل اہلِ عرب کی طرح سامی النسل تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کے خاندان کا اس ملک سے خاص تعلق بھی اس خیال پر کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ پس اُن کو ہر وقت خیال رہتا تھا کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی قوم زبردست ہو کر اصل باشندوں سے یا کسی اور قوم سے مِلکر ہمکو اس ملک سے نکال دے۔

پس جب بنی اسرایٔیل کی بڑھتی ہوئی طاقت انہوں نے دیکھی۔ تو ارادہ کیا کہ کسی طرح انکو روکا جاتے۔ چنانچہ انہوں نے بنی اسرایٔیل کو طرح طرح کے دکھ دینے شروع

ا؎ چنانچہ مصری زبان میں فراعنہ کے خاندان کو ہکسوز کہتے تھے جس کے معنے ہیں اجنبی۔ چونکہ یہ لوگ مشرق سے گئے تھے۔ اس لیئے انکا نام بھی اجنبی پڑ گیا تھا۔ بائبل سے بھی اسکا کچھ پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ خروج باب ا آیت ۱۰ و ۱۱ میں ہے "اور اس نے (فرعون نے) اپنے لوگوں سے کہا دیکھو کہ بنی اسرایٔیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور قوی تر ہیں۔ آؤ ہم اُن سے دانشمندانہ معاملہ کریں تا نہ ہوئے کہ جب وے اور زیادہ ہوں اور جنگ پڑے تو وہ ہمارے دشمنوں سے ملجادیں اور ہم سے لڑیں اور ملک سے نکلجاویں" اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فراعنہ اجنبی تھے کیونکہ ڈیڑھ سو سال میں دس بارہ آدمیوں کی نسل اسقدر کب بڑھ سکتی ہے کہ ملک کے اصل باشندوں سے بھی زیادہ ہو جائے پس معلوم ہوتا ہے کہ وہ باہر سے آئے ہوئے تھے اور تعداد میں تھوڑے ہی تھے۔ باقی ان دونوں خاندانوں کے سوا اور قومیں بستی ہونگی +

کیئے۔ اور علاوہ ان کے بچے قتل کرنیکے کل کی کل قوم سے اینٹیں پاتھنے کا کام لینا
شروع کیا اور انکے مشغول رکھنے کے لیئے دو شہر فسوم اور کرعمسیس تیار کروانے
شروع کر دیئے جن میں سے مؤخر الذکر شہر اسوقت کے فرعون کے نام پر تھا
اس شخص کا بیٹا منفتاح وہ مشہور شخص ہے جس نے ایک نبی کی مخالفت کر کے
اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے باپ دادونکا نام بھی بدنام کر دیا کیونکہ بات بڑھتے بڑھتے
یہانتک بڑھی کہ "ہر فرعونے را موسیٰ" کی مثل نے تو گویا ہر ایک فرعون ظالم و
خود سری قرار دیدیا۔ یہ شخص بڑا متکبر تھا۔ اور اسے بھی اپنے باپ کی طرح عمارتیں
بنانیکا بہت شوق تھا۔ جسکا ایک باعث تو یہ تھا۔ کہ بنی اسرائیل کام میں لگے رہیں
دوسرے اسوقت ارد گرد کے بادشاہوں سے صلح ہونیکی وجہ سے اسے فرصت
بھی بہت تھی اور تیسرے اس خاندان میں عمارتیں بنوانیکا شوق مدتوں سے چلا
آیا تھا۔ چنانچہ لفظ فرعون بھی اصل میں ار اور او سے مرکب ہے جس کے معنے
ہیں "بڑا مکان" اوّل تو یہ لفظ صرف مکانوں پر ہی بولا جاتا تھا۔ لیکن غالباً آخر
میں شاہی قلعہ کی عظمت کو دیکھکر اُسی کے لیئے یہ لفظ مخصوص ہو گیا اور شاہی
قلعہ کے بعد خود بادشاہ پر یہ لفظ بولا جانے لگا۔ چنانچہ اسوقت بھی اس کی ایک مثال
ہے۔ اعلیٰ سلطان روم کے وزرا کو باب عالی کہتے ہیں۔ غرضیکہ اس کی زندگی خاندانی
شوق اور پھر بنی اسرائیل کو کام میں لگائے رکھنے کے خیال نے فرعون منفتاح کو
بھی عمارتوں کی تعمیر کی طرف متوجہ رکھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں
بڑی کمزوری اور پست ہمتی پھیل گئی اور ان کی دل فرعون کے ڈر سے مرعوب
ہو گئے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ قال اصحٰبُ موسیٰ انا لمدرکون
حالانکہ نا امیدی اور مجبوری کمزور سے کمزور انسان کو مقابلہ پر ابھار دیتی
ہے مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل اسوقت ایسے پست ہمت ہو گئے تھے

کہ اُن میں ایسے موقعہ پر بھی جرأت دکھانیکی جرأت باقی نہ تھی۔

جب یہ حالت ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے اُن وعدوں کے مطابق جو حضرت ابراہیم سے اُنکی اولاد کے متعلق کئے تھے ایک شخص کو پیدا کیا۔ جس کا نام اُس کے والدین نے موسیٰ رکھا۔ موسیٰ کی پیدائیش کے وقت بچّونکے قتل کا حکم ظالم بادشاہ کی طرف سے عام ہو رہا تھا۔ انکی والدہ بھی خائف تھیں۔ کہ کوئی گھڑی میں یہ بچّہ بھی ظالموں کے ہاتھ سے قتل کیا جائیگا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بموجب آیت شریفہ واوحینا الیٰ اُمّ موسیٰ ان ارضعہٖ فاذا خفت علیہ فالقہٖ فی الیمّ و لا تخافی و لا تحزنی انا رادوہ الیك وجاعلوہُ من المرسلین ط (اور ہم نے وحی کی والدہ موسیٰ کی طرف کہ اسکو دودھ پلا اور جب تو ڈرے اسکی جان کے متعلق تو اسے دریا میں ڈالدے اور ڈر نہیں اور نہ غم کھا میں اُسے تیری طرف واپس لاؤنگا۔ اور رسولوںکی جماعت میں داخل کرونگا) انہیں اللہ تعالےٰ نے ظالموں کے ہاتھوں سے بچالیا۔ پھر یہ ہُوا۔ کہ دریا کے کنارے پر انکو فرعون کی لڑکی نے دیکھا اور اسکو انپر رحم آیا۔ انکو نکال کر پلوانیکا ارادہ کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ فالتقطہ اٰلُ فرعون لیکون لھم عدوًّا وحزنًا ط ان فرعون و ھامان وجنود ھُما کانوا خاطئین ط یعنی اُسے اٹھالیا فراعنہ کی اولاد میں سے کسی نے تاکہ ہو انکے لیئے دشمن اور غم کا باعث تحقیق فرعون اور ہامان اور انکا لشکر خطاکار تھے۔ فرعون نے مارنا چاہا۔ لیکن بیٹی کی دلجوئی یا کسی اور غرض کے لیے اسکی بیوی شفیع ہوئی اور انکو بیٹا بنا لینے کا ارادہ ظاہر کیا اور قتل سے روکا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وقالت امراۃ فرعون قرّۃ عینٍ لی ولك لا تقتلوہُ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدًا وھم لا یشعرون

دودھ پلانیکے لیئے آپکی والدہ ہی مقرر ہوئیں۔ اسلیئے بچپن ہی آپ کو فراعنہ اور بنی اسرائیل کے تعلقات کا حال معلوم ہوتا رہا۔ اور خوب اچھی طرح ذہن نشین ہوگیا کہ اسوقت انکی حالت جانوروں سے بدتر ہے۔ بڑے ہوئے تو شہزادگی کی زندگی بسر کرنیکی وجہ سے قویٰ خوب مضبوط اور خیالات عالی تھے۔ مظلوموں کی مدد پر ہر وقت تیار رہتے۔ ایکدفعہ دیکھا کہ ایک عبری سے ایک فرعونی لڑ رہا ہے۔ آپ سے اسکا ظلم نہ دیکھا گیا۔ بڑھکر اس فرعونی کو مکّا مارا۔ اور اتفاقاً وہ ایسے مقام پر لگا کہ وہ مر گیا۔ دوسرے دن پھر دو شخصوں کو لڑتے دیکھا جن میں سے ایک وہی کل والا عبری تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو بڑا شوخ ہے روز لڑائی کرتا ہے۔ یہ کہہ کر ان دونوں کی طرف لپکے۔ اس نے سمجھا کہ مجھے مارنے آتے ہیں۔ بول اٹھا۔ کہ آپ نے جیسے کل فلاں کو مارا تھا۔ آج مجھے بھی مارنا چاہتے ہیں آپ سمجھے کہ اب بات کھل گئی اور فراعنہ سے لڑائی کی ابتدا ہوگئی مصر کو چھوڑ کر ایک اور ملک میں آگئے۔ جہاں قریباً دس سال رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا حکم پاکر پھر مصر میں واپس آئے۔ راستہ میں فرعون کی ہدایت کا کام سپرد ہوا۔ اب یہ وہ فرعون نہ تھا جس کے عہد میں یہ بھاگے تھے۔ بلکہ رعمسیس کے بعد اسکا بیٹا منفتاح بیٹھا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اس کے پاس پیغام الٰہی لیکر پہونچے اور حکم الٰہی کے ماتحت بڑی نرمی سے عرض کیا کہ آپ کے رب کی طرف سے ہم رسول ہیں کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیجدیں۔

یہ کل واقعہ قرآن شریف میں یوں ہے اذھبا الیٰ فرعون انّہٗ طغیٰ ۝ فقولا لہٗ قولاً لیّناً لعلّہٗ یتذکّر او یخشیٰ ۝ قالا ربّنا انّنا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغیٰ ۝ قال لا تخافا انّنی معکما اسمع واریٰ ۝ فاتیٰہ فقولا انّا رسولا ربّک فارسل معنا بنی اسرائیل ۝

ولا تعذبھم قد جئناک بآیۃ من ربک و السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ انا قد اوحی الینا ان العذاب علیٰ من کذب و تولیٰ قال فمن ربکما یاموسیٰ قال ربنا الذی اعطیٰ کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام و ہارونؑ کو فرمایا۔ کہ تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے۔ پس دونوں اس سے بڑی نرم باتیں کرو تاکہ وہ اپنر عمل کرے اور ڈرے۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب ہم تو ڈرتے ہیں کہ وہ ہمارے معاملہ میں زیادتی سے کام نہ لے اور حضور کے پیغام کے مقابل سرکشی کام میں نہ لائے۔ فرمایا کہ تم اس بات سے خوف مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے رسول ہیں۔ پس تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے اور انہیں عذاب مت دے۔ ہم تیرے پاس دلائل بھی لائے ہیں جو تیرے رب کی طرف سے ہیں اور سلامت وہی رہتا ہے۔ جو ہدایت کے پیچھے چلے۔ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے یا منہ پھیرے اس کے لیئے عذاب ہوگا فرعون نے انکی بات کی کچھ پرواہ نہ کی اور بحث شروع کردی اسنے کہا کہ اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے (وہ حضرت ہارون کی طرف مخاطب بھی نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ انکو نعوذ باللہ بہت حقیر جانتا تھا۔ لیکن حضرت موسیٰ چونکہ قلعہ میں رہتے رہے تھے اور اُس کے بھائیوں کی طرح پرورش پاتے رہے تھے اسلئے انکو مخاطب کیا آپ نے جوابدیا۔ کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر اُسے راہ دکھائی۔

اس مباحثہ کے بعد آپس میں اور جھگڑے ہوتے رہے لیکن فرعون نے قطعاً اس کی پرواہ نہ کی اور بنی اسرائیل کو دکھ دہی اور ایذارسانی میں بڑھتا

گیا۔ اور یہاں تک بڑھا۔ کہ بنی اسرائیل چلا اٹھے کہ اے موسیٰ تیرے آنے سے تو ہمارے دکھ اور بھی بڑھ گئے ہیں آخر معاملہ جب حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا۔ کہ اب ملک مصر سے راتوں رات نکل بھاگو۔ چنانچہ وہ ایک رات مصر سے چلے اور شام کا رستہ لیا۔ خشکی کا راستہ جس میں آجکل نہر سویز نکالی گئی ہے دور تھا۔ جلدی میں سمندر کے ساحل کی راہ لی اتنے میں فرعون منفتاح کو خبر ہو گئی وہ پیچھے بھاگا۔ اور کنارہ سمندر پر انکو جالیا بنی اسرائیل تو گھبرا گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ نے انکو سمندر میں گھس جانیکا حکم دیا۔ پانی پھٹ گیا۔ اور وہ بیچ میں سے صاف نکل گئے۔ فرعون کو بھی یہ نظارہ دیکھکر دلیری پیدا ہوئی۔ اور وہ بھی مع لشکر اندر گھس گیا۔ لیکن ایک دفعہ گھسنے کے بعد پھر باہر نکلنا نصیب نہ ہوا۔ ایک ہی لہر سی آئی۔ کہ اُسے مع لشکر کے بہا کر لے گئی۔ قرآن شریف میں آتا ہے کہ اس موقعہ پر اس نے کہا۔ کہ اٰمنت انّہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنُوا اسرائیل و انا من المسُلمین ۔ یعنی میں ایمان لے آیا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں لیکن یہ وقت توبہ کا نہ تھا۔ بہت سے ایسے موقعہ توبہ کے ملے۔ پھر اس نے قدر نہ کی۔ ہر دفعہ شرارت میں ترقی ہی کی۔ پس جب عذاب آ ہی گیا۔ اور پانی نتھنوں سے نیچے اتر گیا تو اب توبہ کا کون موقعہ تھا۔ اسلیئے فرماتا ہے۔ کہ آلئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ۝ فالیوم ننجّیك ببدنك لتكون لمن خلفك اٰیةً ط وان كثیراً من النّاس عن اٰیٰتنا لغافلون ۝ یعنی اب تو توبہ کرتا ہے اور پہلے نافرمانیاں کر چکا ہے۔ اور فسادیوں کے گروہ میں شامل رہا ہے۔ پس آج کے دن ہم تیرے بدن کو نجات دینگے۔ تاکہ تو اپنے پچھلوں کے لیئے نشان ہو اور لوگوں میں سے اکثر ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

اس آیت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ فرعون کی لاش غرق ہونے سے بچگئی۔ بلکہ سمندر کے باہر جا پڑی۔ اور اُس کے لشکریوں نے اُسے اُٹھا کر دفن کیا۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کا وجود قرآن شریف کے سوا اور کہیں نہیں پایا جاتا۔ نہ تو توریت میں کہیں اس کا ذکر ہے نہ انجیل میں اور نہ انبیاء کی کتب میں۔ لیکن یہ ثابت کرنا کہ آج سے تین ہزار سال پہلے ایک شخص کی لاش دریا سے نکلی تھی۔ یا نہیں ہ بہت مشکل تھا۔ مگر جو کچھ خدا تعالےٰ فرمائے۔ اسکے سچا ہونے میں بھی کچھ کلام نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اسکے لئے یہ سامان بنا دیا۔ کہ اس زمانہ میں جبکہ ہر ایک علم کی ترقی ہو رہی ہے۔ آثار قدیمہ کی تحقیقات کا شوق بھی بہتوں کو لگا ہوا ہے ایسے لوگوں میں سے بعض آدمی مصر کے آثار قدیمہ کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ انہیں میں سے ایک شخص مسٹر لاریٹ نے مقابر فراعنہ میں ۱۸۹۸ء میں ایک بادشاہ کو تابوت سے پڑا پایا۔ اور جو کچھ اس پر لکھا ہوا تھا اسے پڑھ کر معلوم کیا کہ یہ "خون اتن" بادشاہ کی لاش ہے۔ لیکن چونکہ "ہیر غلیف" خط میں اکثر دھوکا ہو جاتا ہے۔ اسلئے مسٹر حروف کے سامنے اس نے یہ معاملہ پیش کیا۔ جس نے اس لفظ کو ریان با پڑھا۔ دونوں کے تنازعہ کو دور کرنیکے لئے ہیرد کو بلایا گیا۔ اور اُسکے ساتھ اور علماء بھی تھے۔ جب انہوں نے وہ حروف دیکھے تو فوراً بول اُٹھے کہ یہ ریان با ہے۔ ریان با ہے جو موسیٰؑ کا فرعون تھا" اس تابوت کو اور کھولا گیا۔ تو اسپر منفتاح بھی لکھا ملا۔ جو فرعون موسیٰ کا دوسرا نام تھا۔ ابتو سب کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی ہے فوراً وہ لاش قاہرہ دار الخلافہ مصر میں لائی گئی۔ اور وہاں کے عجائب خانہ کے ایوان قیصری میں رکھی گئی جس میں کہ اور بہت سے بادشاہوں اور بیگمات کی لاشیں رکھی گئی ہیں اس تحقیقات سے زمانہ قدیم کے آثار کے متلاشیوں کو تو جو خوشی ہوئی ہوگی وہ سمجھ میں آ ہی سکتی ہے مگر مسلمانوں

کے لیے تو اس تحقیقات نے بڑی بڑی خوشیوں کے دروازے کھولدیئے ہیں۔ کیونکہ جو بات آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمائی تھی۔ وہ آج پایۂ صداقت کو پہنچ رہی ہے کیونکہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں فرعون کے جسم کے محفوظ رہنے کی خبر سوائے قرآن شریف کے اور کتاب میں نہیں ہے پس آج اس لاش نے نکل کر اسلام کی سچائی پر ایک بیّن دلیل قایم کردی ہے کہاں تین ہزار سال کا مُردہ اور کہاں اس کی نسبت یہ بتادینا کہ یہ آنیوالی قوموں کے لیئے ہدایت کا باعث ہوگا۔ کچھ کم تعجّب کی بات نہیں۔ یہ لاش عمدگی سے مسالہ[1] لگی ہوئی ہے اور فرعون کی شکل اچھی طرح سے پہچانی جاتی ہے اور بہت سی علامتیں جنکا ذکر کتب تواریخ میں تھا۔ اس میں پائی جاتی ہیں اس کی تصویر بھی بعض اخباروں میں چھپی ہے لیکن وہ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکی اسلیئے یہاں نہیں دیجا سکتی۔ ورنہ اگر کہیں سے ملجاتی۔ تو ہمکو بڑی خوشی ہوتی کہ ہم اس کو بھی شایع کردیتے تاکہ لوگ دیکھتے۔ کہ یہ وہ شخص ہے جو آج سے تین ہزار سال پہلے سمندر میں غرق ہوا تھا۔ اور جس کی نسبت قرآن شریف میں بتایا گیا تھا۔ کہ اسکی لاش بچگئی ہے۔ اور محفوظ رکھی ہوئی ہے اور یہ کہ ایک زمانہ میں وہ مِل بھی جائیگی۔ اور لوگوں کے لیئے عبرت کا باعث ہوگی۔ اور اس طرح ایک پیشگوئی میں گویا پانچ باتیں بتائی گئی تھیں

اوّل تو یہ کہ فرعون کی لاش سمندر میں بہ نہیں گئی بلکہ وہ سلامت باہر پہنچگئی کیونکہ سمندر ہی ڈوبنے والے کا اکثر تو یہی حال ہوتا ہے۔ کہ یا تو اُسے جانور کھا جاتے ہیں اور یا وہ دور دراز بہ جاتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ وہ بلا کسی قسم کے نقص کے کنارہ پر لگادی گئی تھی۔

---

[1] مصر میں ایک خاص قسم کا مسالہ ہوتا تھا جسے لگادینے سے مردہ ہزاروں سال تک بھی خراب نہ ہوتی تھی۔ اور اس مسالہ کی بدولت فرعون کی لاش بھی ہم تک پہنچی ہے اس مسالہ کی لگی ہوئی لاش ممی کہلاتی ہے۔

دوسری بات یہاں سے یہ معلوم ہوئی کہ اُسکو مسالہ بھی لگایا گیا تھا۔ کیونکہ یہ بھی ممکن تھا۔ کہ اسے مسالہ نہ لگایا جاتا۔ جیسا کہ اس فرعون منفتاح کے باپ رعمسیس کی لاش کو مسالہ نہیں لگایا گیا تھا۔ کیونکہ وہ کوڑھ کی وجہ سے بہت گل گیا تھا اور اسی طرح یہ ضروری نہ تھا۔ کہ ہر ایک بادشاہ کی لاش کو مسالہ لگایا جائے۔ پس آیت قرآن شریف کے اس حصہ یعنی لتکون لمن خلفك آیۃ سے صاف ثابت ہے کہ اسے مسالہ بھی لگایا جائیگا۔ کیونکہ اگر مسالہ نہ لگایا جاتا۔ تو وہ اسوقت تک گل سڑ جاتی ہم تک پہنچتی ہی کیونکر۔

تیسرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آخر زمانہ تک محفوظ بھی رہیگی۔ کیونکہ یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ سب مسالہ والی لاشیں آجتک محفوظ رہیں۔ ہزاروں لاکھوں لاشیں تھیں۔ جو مسالہ دار تھیں لیکن ضائع ہو گئیں۔ کیونکہ ایک زمانہ مصر میں ایسا آیا ہے کہ جو رات کو شمع کی بجائے مسالہ دار لاشوں کے ٹکڑے جلاتے تھے۔ کیونکہ وہ ایسی عمدہ جلتی ہیں کہ جیسے کافوری شمع اور اور بھی کئی ذریعہ ہیں جن سے وہ ضائع ہو سکتی ہیں۔ پس اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ لاش ہر قسم کی مہلک چیزوں سے بچکر پچھلے لوگوں تک پہونچ بھی جائیگی۔

چوتھے یہ معلوم ہوا کہ نہ صرف وہ محفوظ رہیگی بلکہ وہ مل بھی جائیگی کیونکہ اگر کسی کھوہ یا غار میں پڑی رہتی۔ تو لوگوں کے لیئے کس نفع کا باعث ہو سکتی تھی۔

پانچویں یہ کہ وہ ملکر پہچانی بھی جائیگی کیونکہ   تبھی ہو سکتی تھی کہ اگر اس کی شناخت بھی ہو جاتی۔ اگر بالفرض وہ مل بھی جاتی۔ مگر اس کی شناخت نہ ہوتی۔ تب بھی اس میں نقص رہجاتا۔

پس اس ایک آیت میں پانچ آیتیں ہیں۔ جو قرآن شریف کی سچائی کی دلیل ہیں اور مومنوں کے لیئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔

پس اس لاش پر مجھے سخت تعجب ہے۔ کہ جب اس میں جان تھی۔ تب تو اس نے ہزاروں کو ہی گمراہ کیا ہو گا۔ لیکن روح سے جدا ہو کر اور ہزاروں سال تہ زمین میں رہکر اس میں کیا کیمیائی اثر پیدا ہو گیا۔ کہ آج یہ لاکھوں کے ازدیاد ایمان کا باعث ہو گئی۔

سب سے بڑھکر تعجب کی یہ بات ہے کہ اس لاش کو فرعون موسیٰ کی لاش کہنے والے مسلمان نہیں کہ انپر یہ الزام آسکے کہ انہوں نے قرآن شریف کی ایک آیت درست کرنیکے لیئے یہ جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ خود مسیحی مؤرخ ہیں اور وہ بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ لاش منفتاح ماریاں یا فرعون موسیٰ کی لاش ہے۔

اسبات کا ثبوت کہ یہ لاش واقعی منفتاح کی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اس لاش کے اوپر کپڑے پر لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ منفتاح کی لاش ہے۔ بلکہ اس کی ایک تصویر بھی اوپر دیگئی تھی جو کہ کئی انگریزی اخباروں میں شائع کی گئی ہے اور جس کو ڈھونڈ کر شائع کرنیکی ہم انشاءاللہ کوشش کرینگے۔ تاکہ فرعون موسیٰ کا حال پڑھنے کے بعد ہمارے ناظرین اس کی تصویر کے ذریعے گویا خود اُسے ہی دیکھ لیں۔

دوسرا یہ کہ کئی علامتیں اس کے بدن پر ایسی پائی گئیں ہیں جو کہ فرعون موسیٰ میں پائی جاتی تھیں مثلاً مسوڑوں کی بیماری کہ اُسکا نشان اس لاش میں بھی پایا جاتا ہے۔

تیسرے اسکی شکل سیتی اوّل سے جو اس کا دادا تھا ملتی ہے اور اسبات کا ثبوت کہ منفتاح ہی فرعون موسیٰ تھا۔ اول تو یہ ہے۔ کہ اسکا زمانہ حکومت اور بنی اسرائیل کے خروج کا زمانہ ایک ہے پس سوائے اس کے کہ مانا جائے کہ بنی اسرائیل اسی کے دوران حکومت میں مصر سے نکلے تھے اور کوئی چارہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ توریت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل رعمسیس شہر کی تعمیر کرتے تھے۔ اور رعمسیس

منفتاح کے باپ کا نام تھا۔ پس بہرحال وہ زمانہ منفتاح کے باپ کی حکومت کا تھا چنانچہ لکھا ہے کہ موسیٰ کے وطن چھوڑ دینے کے بعد وہ فرعون مرگیا۔ اور دوسرے فرعون کے عہد میں موسیٰ واپس آئے۔ اور بنی اسرائیل کو طلب کیا۔ پس ضرور ہے کہ اسوقت منفتاح حکمران ہو۔

تیسرے قرآن شریف اور توریت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس فرعون کے بعد اُس خاندان پر زوال آگیا۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ فراعنہ کی اس شاخ کا آخری بادشاہ جس کے بعد زوال آگیا۔ وہ منفتاح ہی تھا۔

چوتھے یہ کہ بنی اسرائیل کے بچّوں کو دریا میں ڈلوانے والا بادشاہ رعمسیس ہی تھا۔ پس اس صورت میں بھی بنی اسرائیل کا مصر سے خروج اسکے بیٹے منفتاح ہی کے زمانہ میں ہوسکتا ہے۔ اس کی نسبت طالمود میں لکھا ہے کہ بڑا ہوشیار اور مکار تھا۔ اور اسکا قد چھوٹا تھا۔

چونکہ یہ بیمار رہتا تھا۔ اسلیئے معلوم ہوتا ہے کہ جلد ضعیف ہوگیا۔ کیونکہ جو لاش نکلی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت کمزور تھا۔ حالانکہ یہ حضرت موسیٰ سے اندازاً تین سال چھوٹا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے اس کی ماں نے حضرت موسیٰ کو اس بہانہ سے بچایا تھا کہ ہمارا بیٹا کوئی نہیں اسکو پال لیں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اس کے اولاد کوئی نہ تھی اور یہ بادشاہ کا دوسرا بیٹا تھا۔ اور اسکا بڑا بھائی بوجہ سادہ لوح ہونیکے بادشاہ کو پسند نہ تھا۔ اور اس نے اُسے تخت سے محروم کر دیا تھا۔ پس کم سے کم حضرت موسیٰ کے اٹھانے کے دو سال بعد اسکے بڑے بھائی کی پیدائش مانیں۔ اور اس کی تیسرے سال تو اس حساب سے تین سال یا دو سال آپ سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اس کی بہن جس نے اول اول آپکو اُٹھایا ہے آپ سے کوئی پندرہ سولہ برس بڑی

ہوگی اسکا نام منفتاح ہیروغلوفی حروف میں اس طرح لکھا جاتا ہے



"اسم منفتاح"

(خاکسار مرزا محمود احمد)

واذا نادیتم الی الصّلوٰۃ اتخذوھا ھزوًا ولعبًا ذٰلک بانھم قوم لا یعقلونؐ

آجکل پابندی اوقات میں دنیا اسقدر بڑھ گئی ہے اور لوگ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں مقررہ وقت سے تاخیر نہ ہوجائے۔ عدالت کے کمرہ کے دروازہ پر کبھی وقت عدالت سے پیشتر جاکر دیکھو تو بہت سے لوگونکا گروہ نظر آئیگا جو اسلیئے ابھی سے وہاں موجود ہیں کہ ایسا نہ ہو ہم پیچھے رہ جائیں اور نقصان اُٹھائیں۔ تو کیا اس بات کو خیال کر کے نہیں گھبراتے۔ کہ ایک معمولی آفیسر کے روبرو پیش ہونے کے لیئے اسقدر احتیاط کیجاتی ہے کہ ایک آدھ گھنٹہ وقت سے پہلے ہی اس کی چوکھٹوں کے سامنے اِدہر اُدہر ٹہلنا شروع کردیا جاتا ہے اور دل اسکے انتظار میں دھڑکنے لگتا ہے مگر اس مالک محبوب اور محسن اور دوجہاں کے بادشاہ کے حضور حاضر ہونیکو تضیع اوقات یا خفیف سمجھکر یونہی ٹال دیا جاتا ہے توحید کا دعوٰی کرنیکے لیئے پلیٹ فارموں پر فصیح اور بلیغ لیکچر دینا تو آسان ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا وعدہ کرنا بھی آسان ہے مگر عملی رنگ میں توحید دکہانا اور اس وعدے کو پورا کرنا بہت مشکل ہی دنیا کے کاموں میں پابندیٔ وقت (punctuality)

کا لحاظ رکھنا باعث فخر اور تعریف سمجھا جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی آواز کو سنکر اس کی وقت پر تعمیل کرنا اولڈ فیشن اور پرانا طریقہ خیال کیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یورپ نے پابندیٔ وقت کا سبق تو خوب سکھایا ہے۔ اور قوموں نے اس اصول پر ایک حد تک عمل کر کے دنیا کے کاروبار میں ایک نمایاں ترقی کی ہے اور ہمارے مسلمان بھائیوں نے اس سے یہ فائدہ اٹھایا۔ کہ دین کے کاموں میں غافل اور سست ہو گئے۔ بجائے پابندیٔ وقت کے اصول پر عمل کرنے کے ہر ایک دین کے کام کو دوسرے وقت پر ٹال دیا جاتا ہے۔ اور تو اور نماز جیسے ضروری حکم کو کہ جو شریعت اسلام کے سب سے بڑے فرائض میں سے ہے۔ اس کیطرف بھی کم توجہی ہو رہی ہے نماز تو پڑھینگے۔ لیکن ظہر کی عصر سے اور مغرب کی عشا سے ملا کر اور وہ بھی جب فرصت ہو۔ وقت مقررہ پر دنیا کے کاروبار یا علالت طبع یا تفریح طبع کے شوق کا عذر پیش کر دیا جاتا ہے اور اسطرح وہ وقت یونہی باتوں ہی باتوں میں گزر جاتا ہے اور مطلق پرواہ تک نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اسوقت کسی صاحب بہادر کا چپڑاسی بلانے کے لیئے آجائے تو اسوقت نہ علالت طبع کا خیال رہتا ہے اور نہ ہی تفریح طبع کا شوق اسکی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ حقیقی ایمان دلوں میں نہیں ہے کیا وجہ کہ کبھی مقدمہ کی تاریخ پر بعد از مغرب حاضر نہیں ہو جاتے اسلیئے کہ وہاں حاکم کا ڈر ہوتا ہے اور ادھر یہ حالت ہے کہ نماز کا وقت آتا ہی اور گزر بھی جاتا ہے لیکن کچھ فکر نہیں اگر خدا تعالےٰ کے احکام کی دلوں میں حقیقی عزت ہوتی تو ایسی لاپرواہی کبھی بھی ان سے سرزد نہ ہوتی۔

دوستو! خدا کے لیئے اسبات پر ذرا توجہ کرو کہ ایسی لاپرواہی اور بے توجہی ظاہر کرنیوالوں کو خدا تعالےٰ کیا خطاب دیتا ہے ذٰلک بانھم قوم لا یعقلون ؕ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

(سید ولی اللہ شاہ ۰۰ م)

مسیح محمدی مسیح ناصری

اس مضمون پر قاضی اکمل صاحب نے بتادیا ہے کہ حضرت مسیح کو جس رنگ میں مسیحی پیش کرتے ہیں وہ کیا بُرا ہے کاش کہ یہ لوگ ایسے پاک انسان کی عظمت کو سمجھتے اور ہوش کرتے کہ انبیا ہر قسم قسم کی کمزوریوں اور غفلتوں سے پاک ہوتے ہیں +

(۱) آپ کریم ابن الکریم شریف و معزز خاندان سے تھے۔ آپ کی پیدائش پر کوئی الزام وشبہ نہیں۔ باایںہمہ ایک غیر معمولی طریق سے ہوئی۔ تا جہان کے رہنے والوں کے لیئے نشان بنے۔ آپ کیساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جو مرگئی اور آپ زندہ رہے

(۲) آپ کا لڑکپن ایک نہایت ممتاز گھرانے میں علماء کی زیر تربیت گزرا۔ اور یوں آپکے قوٰی جو پہلے ہی بار نبوت

(۱) عیسائی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا سمجھتے ہیں آپ کے آباؤ اجداد میں آ سلیمان و داؤد وغیرہ کی کثیر التعداد بیبیاں تھیں پھر آپ کی ماں کنواری حاملہ ہوئی اور یہودیوں نے جس سختی سے اس پر اعتراض کیئے ہیں وہ ناگفتہ بہ ہیں۔ یہ قرآن مجید کا احسان ہے کہ ان کی تطہیر فرمائی۔

(۲) آپ کا بچپن یوسف نجار کے زیر سایہ گزرا جس سے ظاہر ہے کہ سوا چند کھلونوں کے بنا نیکے آپ کو کئی معتد

کے حامل بنائے گئے تھے۔ ایسی اعلیٰ حالت میں نشو و نما پاتے رہے۔

(۳) بار رسالت اٹھانے پر آپ کی ہمّت اور جوش نے تمام جہان کو اپنی تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا اور خدا تعالیٰ نے بھی آپ کے لیئے ایسے ذرائع بہم پہنچا دیئے کہ دنیا جہان کے لاکھوں ملک اور شہر بمنزلہ ایک شہر کے ہو گئے اور آپ گھر بیٹھے سب کو الٰہی پیغام پہنچا سکے۔

(۴) دعویٰ ماموریت کرتے ہی آپ نے خدا کی طرف سے شایع کیا کہ لوگ دور دور سے تیری طرف آئینگے یہانتک کہ رستے گھس جائینگے اور تحایف کی وہ کثرت کہ تو گن بھی نہ سکیگا۔ مکانوں کی وہ وسعت کر لوگ تیری کشتی میں پناہ لینگے۔ آخر وہ وقت آیا کہ چار لاکھ سے زیادہ مرید ہوئے۔ فراخی کا یہ حال کہ سب ہی مرادیں پوری ہو گئیں۔

(۵) آپ کے مرید ایسے وفادار جان نثار ہیں کہ ان میں سے کئی مال تو مال جان

فائدہ نہ حاصل کر سکے اور یوں آپکی آئندہ زندگی کی بنیاد ایسے معمولی پیمانے پر پڑی۔

(۳) جس پیمانے پر تربیت تھی۔ اسی کے موافق آپ نے صرف اپنی قوم کے محدود فرقوں کو اصلاح کے لئے خاص کیا اور کہا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیئے بھیجا گیا ہوں اور قرآن مجید میں بھی ہے **بنی اسرائیل کی طرف رسول**

(۴) ابتدا سے محتاجی و مفلسی میں زندگی بسر کی۔ اور اپنی بے سر و سامانی کی یہ کیفیت کہ خود پکار اٹھے۔ لومڑیوں کے لئے بل ہیں مگر ابن آدم کے لیئے سر ٹکانے کی جگہ نہیں۔ لے دے کے باہر رہنے والے دھوبیوں اور مچھروں سے دس بارہ آدمی تابع ہوئے۔

(۵) ایسے بے وفا نکلے کہ جب مصیبت بنی تو سب بھاگ گئے بعض نے

تک قربان کو تیار۔ ثابت الایمان ایسے کہ جان دیدی مگر کلمہ انکار زبان تک نہ لائے۔

(۶) تعلیم ایسی کامل و اعلیٰ کہ تمام مذاہب عالم کی سچائیاں اور خوبیاں اس میں جمع ہیں۔ تمدن کے ہر عمدہ اصول پر حاوی کہ اگر جسمانی ترقی کو اعلیٰ معراج پر پہنچاتی ہے تو روحانی ارتقار کے اعلےٰ مدارج پر بھی طے کروا دیتی ہے اور اسی دنیا میں وہ جنّت دکھا دیتی ہے جس کے حصول کے لیئے یہ جدوجہد ہے۔

(۷) سمجھایا کہ مذہب کی حکومت کشورِ قلوب پر ہے۔ تلوار چلانا مذہب کو منوانیکے لیئے ایک نامعقول حرکت ہے اور سب دینی جنگوں کا خاتمہ کردیا۔

(۸) ہزاروں نشاں دکھائے جن میں سے بعض حقیقۃ الوحی میں درج ہیں۔ اور ملک کے علما و فقرا کو پکار پکار کر اشتہار دیدیکر بلایا کہ میرے پاس آؤ اور جو نشان دیکھنا چاہتے ہو دیکھو اور کہا کہ تم میں علم یا قوت ہے تو میرا مقابلہ کرو۔ مگر کوئی نہ آیا۔

لعنت کی۔ بعض نے چند درموں کے عوض آپکو پکڑوا دیا۔ ایمان ایسا کمزور کہ عمر بھر شکوک ہی میں مُبتلا رہے

(۶) تعلیم ایسی ناقص و ادنیٰ کہ زندگی کی صرف ایک شاخ کو لے لیا گیا ہے اور باقی سب قویٰ کو نکما اور بیکار رہنے دیا پھر ایسی کہ اسپر کسی مرید نے عمل کرکے نہیں دکھایا۔ مثلاً ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسری بھی کردے وغیر ذالک۔

(۷) فرمایا کہ میں تلوار چلانے کے لیئے آیا ہوں اور شاگردوں کو کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے کے لیئے کہا مگر کامیابی نہ ہوئی۔

(۸) آپ نے نشان مانگنے والوں سے کہا۔ اس زمانے کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں مگر یونس نبی کے سوا انہیں کوئی معجزہ نہ دکھایا جائیگا آخر اسے بھی عیسائیوں نے مشتبہ کردیا اور کہا کہ قبر میں تین دن مردہ رہا حالانکہ یونسؑ زندہ رہا تھا

(۹) آپ نے فرمایا تم میں سے ایک ہی جو ابن مریم سے بڑھکر ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ تمام انبیاء کے کمالات کا وارث سارے جہان کی رسالت سے فضیلت ظاہر ہے پھر کارروائی سے قوت قدسیہ سی جو مریدوں کے استقلال سی ظاہر ہے پھر خدا نے فرمایا تو مجھ سے بمنزلہ اولاد ہو اور بمنزلہ عرش ہیں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سی عرش سے خدا تیری حمد کرتا ہی اور تو اس منزلت پر ہی کہ خلق کا علم اسے احاطہ نہیں کرسکتا۔

(۹) یہ فرمایا کہ تم میں سے ایک ہے۔ جو سلیمان سے بڑھکر ہے مگر سلیمان کے اسباب شوکت و مملکت تو حاصل نہ ہوئے زبانی دعوۓ ونکا کبھی خیال نہیں کیا گیا۔ ہاں زندہ مسیح کے لیے تمام وہ جو سلیمان کے لیے تہا حاصل ہے بلکہ اس سے بڑھکر اسکی خادم ریل ہے اونٹ اور جہاز اور ایسی کلیں کہ اس زمانہ میں حاصل نہ تھیں خدا نے روح منہ اور کلمہ کہا۔ مگر نہ کسی وصف کے اظہار کے لیے بلکہ الزام کو مٹانے کے لئے پیدائیش کے جائز ہونے میں دشمن شبہ کرتے جواب میں کہا گیا۔ اسکی روح خدا کی طرف سے ہے اور بیٹا انجیل میں آیا ہو تو بنی اسرائیل میں سے وہ بھی تھے۔ جنہیں خدا کے بیٹے تو کجا تم خدا ہو کہا گیا اسمیں کوئی فضیلت نہیں

(۱۰) کئی ہزار اندھوں مردوں اور لنگڑوں اور مجذوم القلبوں کو اچھا اور زندہ کیا ایسے زندہ کہ ابدالاباد تک زندہ رہیں اور پھر ایسے جنہیں حاذق حکیم موت کا حکم دیچکے اس کی مسیحائی سے زندہ ہوئے ہزاروں غیب کی

(۱۰) کہتے ہیں کہ ایک مردہ زندہ کیا مگر تھوڑی دیر بعد مر گیا اور پھر بیماروں کو اچھا کرنے میں کچھ کمال نہ دکھایا کہ ایک تالاب کی مٹی سے بھی یہ کام نکلتا تھا اب یہ کام چند دہریہ خدا کی ہستی کے منکر بھی کر رہی

باتیں ان پر کھلیں جو قبل از وقت شائع کی گئیں۔ لوگوں نے اسکے خلاف زور لگایا۔ مگر وہی ہوا جو پہلے بتایا۔ لیکھرام کی موت۔ طاعون زلزلہ کی پیشگوئی وغیرہ

(۱۱) تحدّی سے شائع کیا۔ تم میں سے کوئی ہے جو مجھ پر گناہ ثابت کر سکے ہو آپ نے شادی کی حسب پیشگوئی اولاد ہوئی۔ ان سے اعلیٰ سلوک اور باوجود اس کے یاد الٰہی اور دینی خدمت میں یہ زور علو منزلت پر شاہد ہے۔

(۱۲) اپنے مخالفوں سے علماء ہوں یا صوفیا، یا اُمرا۔ للکار کر کہدیا کہ تم جس قدر ممکن ہو۔ زور لگالو۔ مجھ پر قابو نہ پاؤ گے نہ مجھے قتل کر سکو گے نہ مجھے ذلیل کر سکو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جو مقدمہ کیا۔ اس میں شکست پائی جس حاکم کے سامنے پیش ہوئے اس نے کہا۔ میں کوئی گناہ نہیں پاتا۔ اور بری کیا جس نے ذلیل کرنا چاہا۔ وہ خود ذلیل ہوا۔

(۱۳) ہزاروں دعائیں کیں اور خدا نے قبول کیں اس کے زندہ گواہ بیسیوں نہیں

ہیں۔ نہ آنکھیں بناتے غرق شدہ مردہ زندہ کرتے اور ہاتھ پھیرنے سے شفا بخشتے ہیں علم الغیب جاننے کا یہ حال کہ معلوم نہ ہو سکا اس درخت میں پھل ہے یا نہیں

(۱۱) خود انجیل میں لکھا ہے۔ کہ "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے"۔ کسی کے کھیت سے بالیں لے لینے کی اجازت دینا۔ نہ بیوی کی نہ بچے ہوئے۔ نہ دنیاوی معاملات میں پڑے کہ اخلاق کے تمام پہلو ظاہر ہوتے۔

(۱۲) یہودی علماء نے مخالفت کی۔ عدالت تک کشاں کشاں لے گئے تحقیر کی۔ کانٹوں کا تاج پہنایا۔ جو چاہا کیا اور آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے یعنی صلیب پر جو ان کے نزدیک لعنتی موت کا آلہ تھا۔ چڑھا کر چھوڑا۔ نہ صرف چڑھایا۔ بلکہ بقول عیسائیاں جان سے ماردیا۔ گو ہمارے نزدیک یہ غلط ہے۔ بلکہ آپ باعزت زندگی بسر کرتے رہے

(۱۳) ایک دعا کی۔ گھٹنے ٹیک ٹیک کر ساری رات جاگ کر بقول عیسائیاں

سینکڑوں۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں ہزاروں نہیں لاکھوں موجود ہیں جو دشمن سامنے آیا ہلاک ہوا جو باقی ہیں ان کی ہلاکت کی پیشگوئی ہو چکی ہے اور یوں خدا کا مامور مظفر و منصور کہایا اور اعلان کیا کہ میری موت تمہاری ہاتھ سے نہیں۔

قبول نہ ہوئی وہ پیالہ جس کے ٹلنے کے لئے رو رو کر دعائیں کیں نہ ٹلا۔ آخری کلمات قلبی حالت کے گواہ ہیں۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ میرے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کہ اس میں رضامندی نہیں بلکہ جینے کی حسرت ہے۔ دشمن اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے بجائے اس کے کہ وہ ہلاک ہوتے۔ خود ان کے ہاتھ سے بقول عیسائیاں ہلاک ہوا۔

نافلہ مسیح کا خادم محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکے ضلع گجرات پنجاب

محرّم اور اُسکی قباحتیں

میرے دل میں شوق ہؤا کہ دیکھا جاوے کہ محرم میں ہمارے برادراں شیعہ کیا کچھہ کرتے ہیں اور اسلام کے فائدہ کے لیئے انکی کیا کوششیں ہیں وہ اسلام جس کے لیئے ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مبلّغ ہو۔ اور نہ اشاعت میں اپنے من تن دھن کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے۔ اسلیئے میری خواہش تھی کہ ان کی مجالس کو بھی دیکھا جاوے کہ کیا کچھہ کرتے ہیں جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ذاکر صاحب مرثیے پڑھ رہے ہیں اور ایسی بے ربط اور بے بنیاد کہانیاں اور قصّے سنا رہے ہیں کہ سن کر حیرت ہوتی ہے۔ رونے اور پیٹنے والوں کو آخرت میں وہ بڑے بڑے اجر اور نعمتوں کا ذکر سنا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ایک آنسو گرانیوالوں کو بھی بہشت نصیب ہوگا خواہ وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے لوگ تو اسلیئے رو رہے ہیں کہ انہیں بہشت ملے اور مجھے اسلیئے رونا آگیا کہ وہ اسلام جس نے فرمایا تھا کہ لا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی کوئی آدمی کسی کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا اُس کے پیرووں کا یہ حال ہو رہا ہے کہ رونے دھونے سے فارغ ہو کر بے باک لوگوں سے تبرّے بازی شروع کر دی۔ جسکو سنکر کلیجہ پھٹ گیا اور ان لوگوں پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کی جن کے ۱۲ مسلمان نام لیوا ہیں۔ اور جن کا دوسری قوموں نے بھی سکّہ مانا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخاطر تن من دھن کی پرواہ نہیں کی۔ اور جو رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار حرا میں گیا جس کو خداوند کریم بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کو رسول اللہ فرماتے ہیں لا تحزن ان اللہ معنا اور دوسرے حضرت عمر جیسے جرار کو جس کا نام لینے سے عیسائی قوم بھی تھراتی ہے اور جسکو اشاعت اسلام کا رکن اعظم سمجھا جاتا ہو اور جس نے ہمارے ہندوستان جیسے ضلالت اور تاریکی میں پڑے ہوئے ملک کو بھی اسلام کا منور چہرہ دکھایا اور تیسرے حضرت عثمان جیسے نیک اور خیر خواہ خلق کو جن کے عہد میں ہی خبیث لوگ پیدا ہو گئے تھے اور انکو سخت ستاتے اور تنگ کرتے تھے اور ایکدفعہ جب انکے غلاموں نے کہا کہ حضور حکم دیں۔ کہ ہم انکو قتل کردیں تو آپ نے کیا میٹھی زبان اور لطافت سے فرمایا۔ کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے عہد میں مسلمان بھائیوں کا خون ہو پھر ہم نے دیکھا کہ عورتیں بھی بیٹھی ہوئی ہیں وہ اسلام جو کہتا ہے کہ دوسری عورتوں کی طرف نہ دیکھو۔ وہ بھی بیٹھکر ماتم کرہی ہیں اور بعض عورتیں ایسی ہیں کہ گلی کوچوں میں ادہر ادہر پھر رہی ہیں اور برقعے اتارے ہوئے ہیں۔ پھر ہمارا ارادہ ہوا کہ چلو دلدل دیکھیں جب ہم بھاٹی دروازہ سے باہر مصنوعی کربلا میں پہنچے تو آگے کیا دیکھتے ہیں کہ کربلا کے اندر تابوت کی شکل بنی ہوئی ہے جس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ علیہ کا مزار شریف ہے ہم نے دیکھا کہ اسپر بعض نادان لوگ سجدہ کر رہے ہیں جبکہ خدا یہ فرماتا ہے کہ لا تسجدو اللشمس ولا للقمر یعنی نہ تم سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ کی پرستش کرو جو واحد و غائب ہے سجدہ کرنیکے علاوہ چڑہاوے بھی چڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بزرگ آدمی بیٹھے ہیں اور پیسے بٹور رہے ہیں پھر ہم مسجد کے اندر داخل ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ لوگ نمازیں پڑہتے ہیں ہم اسبات پر تو اعتراض نہیں کرتے کہ وہ کیوں کھلے ہاتھوں نماز پڑہتے

ہیں لیکن افسوس اسبات کا ہے کہ انہوں نے بدعتیں نکال رکھی ہیں یعنی ایک مٹی کا چورس ٹکڑا جو کہا جاتا ہے کہ کربلا کی مٹی ہے سجدے کی جگہ رکھا ہوا ہے۔ اور اسکے اوپر سجدہ کیا جاتا ہے اور نماز کے فارغ ہونیکے بعد مرثیہ خوانی کیجاتی ہے چہ جائیکہ قرآن شریف پڑھا جاوے۔ مرثیے ان کے نزدیک شاید قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہیں ہائے افسوس! کیا یہی مسلمانی ہے اور یہی عبادت ہے پھر ہم مرحوم شیخ محمد حسین صاحب آزادؔ کی قبر پر گئے جہاں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول علی ولی اللہ وصی رسول اللہ لکھا ہوا تھا تو یہ پڑھ کر میرے دل میں سخت ڈر پیدا ہوا۔ اور میں اس معبود حقیقی سے ڈرا جس کے قبضے میں میری جان ہے اور جو ہر معاملہ میں حکم دیتا ہے کہ لا تعتدوا یعنے کسی معاملہ میں حد سے نہ بڑھو بلکہ خدا کی حدوں کو قایم رکھو پھر ہم ایک اور جگہ گھڑے دلدل کو دیکھنے لگے تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی روتا آرہا ہے اور اس نے زنجیریں مار مار کر چھاتی اور پیٹھ پر سے خون جاری کر لیا ہے وہ نظارہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل میں رقت سی طاری ہوگئی کہ اس طریقہ سے اسلام کا منور چہرہ غیر قوموں کو دکھایا جاتا ہے کہ میرے دل میں معاً یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ اسکو تو اس دنیا میں ہی سزا ملگئی۔ آخرت تو کجا ابھی کھڑے ہی تھے کہ بعض آدمیوں کی ٹولیاں ٹولیاں چھاتیوں پر ہاتھ مار کر یا حسین! یا حسین کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آرہے ہیں اور عموماً ان میں سے مسٹنڈے معلوم ہوتے ہیں اور کسی معتبر آدمی نے مجھ سے کہا کہ بعض کشمیری مزدوری پر بھی لگائے گئے ہیں اور اسی طرح اور بہت سی ٹولیاں آئیں اور پیچھے ان کے ایک گھوڑا آیا جس کو دلدل ثانی کہا جاتا ہے اور جس کو خون مہندی لگا کر زیب و زیبائش کے ساتھ آراستہ کیا ہوا تھا۔ اور اس کے آگے ٹولیاں در

ٹولیاں لوگ پیٹتے ہوئے بھاگ رہے تھے اور ہم نے اسی اثنا میں دیکھا۔ کہ
بعض عورتیں جہاں زیادہ آدمیوں کی بھیڑ ہوتی ہے وہاں سے گزرتی ہے انکو
اپنی عصمت کی ذرا بھی پروا نہیں اور دوسری طرف عورتیں برقعے اتار کر غیر مردوں
کی جانب دیکھ رہی ہیں پھر ہم ایک میدان میں گئے وہاں جاکر دیکھا کہ لوگ گتکے
کھیل رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں اور تازیئے رکھے ہوئے ہیں اور انکے
اردگرد گندی نالیوں کا پانی چھڑکا جاتا ہے جب مینے ان حالات کو بغور مطالعہ کیا۔
تو بے اختیار یہی خیال دل میں پیدا ہوا کہ وہ کوتاہ اندیش جو یہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ
میں کسی مصلح قوم کی ضرورت نہیں سخت خداوند کریم سے دور جا پڑے ہیں میں
ان سے پوچھتا ہوں کہ اس تمہارے زمانہ میں اسلام نے کیا کچھ ترقی کی ہے اور
دیگر قوموں کو کہا تک اسلام کا منوّر چہرہ دکھایا ہے مہدی بھی اسوقت آتا
ہے جبکہ دنیا پر ضلالت کے گھٹا ٹوپ بادل چھا جاتے ہیں اور لوگ گمراہ ہو
کر خداوند کریم سے دور جا پڑتے ہیں قرآن کو غور کرنے سے اور مطالعہ کرنے
سے یہی معلوم ہوگا کہ خداوند کریم کی یہی سنّت ہے کہ وہ ایسے وقت میں ماموریہو
کر مبعوث فرماتا ہے جب کہ لوگ گمراہ ہوجاتے ہیں اور دین سے انکو کچھ سروکار
نہیں ہوتا اور اللہ کی حدوں کو توڑ دیتے ہیں ہمیں تو موجودہ زمانے کا اسلام
دیکھکر اور اسکی یہ حالت دیکھکر سخت رونا آتا ہے لیکن ساتھ ہی اللہ تعالے کے
احسان سے آنکھوں کے آگے کہ اسنے ان دنوں میں بھی لوگونکی
رہنمائی کے لیئے ایک مامور مبعوث فرمایا لیکن افسوس کوتاہ اندیش نے نہ پہچانا
بلکہ طرح طرح کی اذیتیں دیں جو پہلے رسولوں کو بھی پیش آتی تھیں خدا کے لیئے
موجودہ اسلام کا پہلے اسلام سے مقابلہ کرو کہ تمہیں زمین و آسمان کا فرق
نظر آئیگا وہ پاک اسلام جس نے دوسری قوموں کی رہبری کے لیئے اپنی نورانی

چہرہ ظاہر کیا تھا۔ اور لوگوں کو ناپاکیوں بدعتوں بت پرستیوں اور گندگیوں سے نکالکر توحید کے چشمہ کی طرف لے گیا تھا۔ جس پر آج مسلمانوں کا فخر ہے وہ مسلمان جنکو یہ پاک تعلیم دی تھی کہ تم سوائے خدا کے کسی کی پرستش نہ کرو آج اپنے اپنے بت بناکر سجدے کرتے اور منتیں چڑہاتے ہیں وہ پاک اسلام جس کی پاک تعلیم تھی لا تغلوا فی دینکم یعنے تم دین میں غلو نہ کرو آج اُسی میں غلو حد درجہ کا ہوگیا ہے اور بڑی بیباکی سے غلو کیا جاتا ہے یہانتک کہ لوگ غلو کرتے کرتے خدا کی ہستی سے بھی انکار کر دیتے ہیں وہ پاک اسلام جو عورتوں کو یہ تعلیم دیتا ہو۔ کہ عورتیں غیر مردوں کی طرف نہ دیکھیں اور مرد غیر عورتوں کو نہ دیکھیں۔ آج اس کی تعلیم سے ناآشنا ہوکر مسلمان طرح طرح کی بے اعتدالیاں کر رہے ہیں وہ پاک اسلام جس کی تعلیم ہو کہ کافروں کے بتوں کو بھی گالیاں نہ دو۔ آج اس اسلام کی گت بن رہی ہے کہ صحابہ جیسے نیک طینت اور پاک لوگوں کو گالیاں نکالنا فخر سمجھا جاتا ہے اور ایسے شخصوں کو جنہوں نے دین کی خاطر ذرا بھی اپنی جان کی پرواہ نہ کی سخت سُست کہا جاتا ہے وہ پاک اسلام جس کی پاک کتاب بڑے زور سے یہ کہہ رہی تھی کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی تحقیق ہمنے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اب اس کو ترک کرکے روایات پر عملدرآمد کیا جاتا ہے بلکہ انکو بھی الہامی کتاب کے برابر درجہ دیا جاتا ہے وہ اسلام جس نے بڑا پرنسپل یہ بیان کیا تہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب اسکو ترک کرکے یہ نئے کلمات گھڑ لئے گئے ہیں اور خدا کے قانون کی خلاف ورزی کرکے بدعات پر عملدرآمد کیا جاتا ہے اور اس قسم کا غلو کیا جاتا ہے کہ الامان! الامان!*

* ای اسلام یہ وہ لوگ ہیں کہ بزرگونکی محبت کی آڑ میں ہتک کر رہے ہیں اور پاک لوگوں اور نیک طینتوں پر درود بھیجنے در کنار ہیٹ پیٹ کر دوسری قوموں کو اپنی بدعتوں کا نمونہ دکھا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے خیر خواہ ہیں

اے پاک اسلام تجھے بھی دوسری قوموں کی طرح آج روز بد دیکھنا نصیب تھا اے پاک اسلام تیری خوبیاں کہاں تک بیان کروں تیرے محاسن کو کس زبان سے ادا کروں میری زبان یہ طاقت نہیں رکھتی اے پاک اسلام تو قیامت کے دن ان سے پوچھیگا جو حد سے بڑھ گئے ہیں اور سرکش ہو کر ارتداد کی حد تک جا پہونچے ہیں اور انکے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرائیگا لیکن افسوس کہ آج یہ لوگ تیری ترقی کے سدراہ ہو گئے ہیں اور تجھہ پر تبر لیکر کھڑے ہوئے ہیں کہ امید نہیں کہ تیرا منور چہرہ دنیا پر روشن ہونے دیں اور تو لوگوں کو ظلمت سے نکالکر نور کی طرف لے آئے لیکن خدا کے وعدے سچّے ہیں اور ایک دن وہ آئیگا۔ کہ تیرے دشمنوں کا قلع قمع ہو جائیگا اور تو ضرور اپنے نورانی چہرہ کو دکھائیگا اور تو ضرور ان پیاسوں کی پیاس کو بجھائیگا۔ جو پیاس سے سخت تڑپ رہے ہیں۔ یہ خواہ تیرے راستے میں پہاڑ کھڑا کر دیں یا پتھر پھینکیں تو عنقریب ان مصنوعی دیواروں کو جنکی بنیادیں کمزور ہیں گرا کر اور ریزہ ریزہ کر کے اپنی پاک تعلیم اور اس رسول کا منوّر چہرہ (جسپر کروڑوں انسان قربان ہونیکے لیئے تیار رہیں اور جسپر کروڑوں انسان درود بھیجتے ہیں اور جس کے نام پر بادشاہ تخت سے نیچے اتر بیٹھتے ہیں اور جس پر ہمارا جان و مال قربان ہے) دنیا کو روز روشن کی طرح دکھا دیگا ہمیں پرواہ نہیں ہی کہ تیرا یہ نام مٹا دینگے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا تیرے ساتھ وہ معبود حقیقی ہے کہ جس نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے کہ میری نزدیک تو ہی سچا ہے تجھے کیا ڈر لیکن ڈر ہے اسبات کا کہ یہ تجھپر تبر چلانیوالے اور کلہاڑی مارنے والے دوسروں کو بھی ساتھ نہ لے ڈوبیں کیونکہ سنت الٰہی ہے کہ جب کسی بدبخت اور سرکش قوم پر عذاب آلٰہی وارد ہوتا ہے تو وہ لوگ بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جاتے ہیں جنہوں نے ان کمبخت لوگوں کو نہ سمجھایا اور ان کے ساتھ ملے جلے رہے اگر یہ قوم تیری ہلاکت کے درپے ہے تو ہمیں اسکا ڈر نہیں خدا اور قوم کو پیدا کر دیگا جو تجھہ پر چلنا صراط مستقیم سمجھیگی و. (غلام مصطفیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

گذشتہ سے پیوستہ

(ملاحظہ ہو پرچہ ماہ دسمبر ۱۹۱۰ء)

کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی تمام برکتیں جنکا تجھے وعدہ دیا ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت کی وجہ سے ہیں۔ دوستو! یہ نتیجہ ہے اُس حقیقی تعلق کا کہ جس کے پیوست میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قلیل عرصہ　　خرچ کیا تھا اور اس کی جزا یہ ملتی ہے کہ تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی اُسی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اوروں پر نظر رحمت ہوتی ہے۔ تیرہ سو برس کیا بلکہ ابدالآباد تک اُسی اپنے محبوب کے محبوں کو مقبولیت ایزدی کا خلعت عطا ہونیکا وعدہ ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی انکو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو

آؤ میری تابعداری کرو۔ اور اللہ تمکو بھی اپنا محبوب بنا لیگا۔" دنیاوی محبتوں میں یہ پائیداری اور استقلال کہاں ہوتا ہے بلکہ وہ تو ہر آن میں زوال پذیر اور آفل ہوتی ہیں۔ آج ایک سے محبت ہے تو کل اسی سے نفرت ہے۔ ہر روز نئی نئی یاریاں اور نئی نئی عداوتیں ہیں زمانہ نئے نئے رنگوں کے گل ان کے سامنے کھلاتا ہے اور پھر وہی گل انکے سامنے ہی خاک میں ملاتا ہے وہ دلفریب نیرنگیوں کی تصویریں ان کی آنکھوں کے سامنے لاتا ہے۔ اور پھر انہی کے سامنے ان کو مٹا بھی دیتا ہے۔ غرض وہ جس انداز سے ہنساتا ہے اُسی انداز سے رُلا بھی دیتا ہے۔ ہر روز یہی اٹھکیلیاں اُسے سُوجھتی ہیں۔ اور ان نئے نئے طلسمات پر شیدا ہونیوالے دلوں کو کبھی بھی طمانیت اور سکینت نہیں بخشتا۔ یہ کام اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا ہے کہ جس نے تیرہ سو برس ہوئے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کے دلربا اور جاں فزا کلمات سے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل طمانیت اور سکینت حاصل کرنیکا گر بتلا دیا۔ اور پھر آج بھی لا تیئسو من روح اللہ الا ان روح اللہ قریبٌ کا پیغام احمدؐ کے شیدائی کو سنا کر حقیقی طمانیت اور سکینت کا وعدہ دیا اور ایک دنیا کو شاہد مقرر کر کے اس وعدے کو پورا بھی کر دیا لیکن افسوس کہ دنیا نے اسکی پرواہ تک نہیں کی اور اپنی ہی ٹیڑھی چال چلتی رہی۔

کون نہیں جانتا کہ قریباً تیس برس کا عرصہ ہوا ایک گوشہ نشین اکیلی جان کو غیب الغیب ہستی نے ان الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔" اے عبدالقادر ہم نے تجھکو خوب آزما آزما کر دیکھا اور تیرے استقامت کو جانچا اب میں ہی تیرا لازمی چارہ ہوں اور تیری دردوں کا علاج ہوں میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈالدی تا کہ تو میری آنکھوں کے سامنے پرورش پاوے۔ اور

میرے روبرو تیرا نشو و نما ہو۔ اے احمدؐ تجھ پر برکت دیکھی اور یہ برکت تیرا حق تھا۔ تو خداتعالیٰ کی رحمتوں سے ناامید مت ہو ہوشیار ہو جا کہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور نصرتیں قریب آپہنچی ہیں۔ . . . .

واتل علیہم ما اوحی الیک من ربّک۔ ینصرک اللہ من
لوگوں میں اپنے رب کی وحی کا اعلان کر دے یعنی جو کچھ ان میں پیشگوئیاں
عندک ینصرک رجال نوحیہم الیہم من السماء یاتون من
ہیں وہ اسکی ربوبیت کے کرشمے ہیں تیری مدد وہ لوگ کرینگے کہ جنکو ہم آسمان سے الہام
کل فج عمیق یاتیک من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ و لا
کرینگے دور دراز رستوں سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور اس کثرت سے آئینگے کہ رستوں میں
تسئم من الناس اصحاب الصفہ وما ادرٰک ما اصحاب الصفہ
گڑھے پڑ جائینگے جن راہوں سے مدد آئیگی وہ سڑکیں ٹوٹ جائینگی اور گہری ہو
تریٰ اعینہم تفیض من الدمع یصلون علیک۔ ربنا اننا سمعنا
جائینگی دیکھنا کہیں خلق خدا کی کثرت سے گھبرا کر ان سے تیوری نہ چڑھا لینا ان کی کثرت
منادیا ینادی للایمان۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر
کیوجہ سے خبردار تھک نہ جائیو ایسے لوگ بھی ہونگے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجرے میں
لم یکن شیئا مذکورا۔ فحان ان تعان وتعرف بین
آکر آباد ہونگے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ ہونگے وہ بہت قوی الایمان ہونگے
الناس یا احمدی انت مرادی ومعی غرستک کرامتک
تو دیکھیگا کہ انکی آنکھ سے آنسو جاری ہونگے وہ تیرے پر درود بھیجینگے اور کہینگے کہ ہمارے خدا ہم نے
بیدی واعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا
ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ہمارے طرف بلاتا ہے سو ہم ایمان لائے ان باتوں سے تو کیوں تعجب کرتا ہے

قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین

کہ خدا ایسا کریگا کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا

جری اللہ فی حلل الانبیاء وقالوا ان ھو الا افک افتری

پس وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کیجائیگی اور جہان میں تیرے نام کی شہرت دیجائیگی اے میرے احمد تو میری

وما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین قل ھو اللہ عجیب

مراد ہے اور تو میرے ساتھ ہے تیری ہی بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا اسلئے جان لو کہ میری مراد

ویخوفونک من دونہ ائمۃ الکفر انک انت الاعلی

پوری ہو کر رہیگی اور اللہ اب زمین کی مردگی کے بعد اسکو زندہ کرنیوالا ہے تو کہدے کہ اب اللہ سے نور آگیا ہے پس

ینصرک اللہ فی مواطن کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

تم کفر نہ کرو اگر تم مومن ہو یہ کیا دعویٰ کرتے ہیں خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں آیا ہے اور یہ

انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق یریدون ان یطفئوا

سنکر کہینگے کہ یہ تو محض جھوٹ اور افترا ہے ہمنے ایسا کبھی بھی اپنے آباؤ اجداد میں نہیں سنا تو کہہ کہ

نور اللہ قل اللہ حافظہ عنایۃ اللہ حافظک نحن نزلناہ

وہ اللہ عجیب ہے وہ تجھے اسکے سوا یعنی ائمۃ الکفر کا ڈراوا دینگے لیکن تو ہرگز نہ ڈر کیونکہ تو ہی

وانا لہ لحافظون اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

ان سب سے اعلیٰ ہے اللہ تجھے بہت سے موطن میں مدد دیگا اور یہ ضرور ہو کر رہیگا کیونکہ یہ اللہ نے فیصلہ

وان یتخذونک الا ھزوا اھذا الذی بعث اللہ قل انما

کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب رہینگے اے احمد! میرے نزدیک تیری منزلت وہ ہے

انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد والخیر کلہ فی

جسے خلقت نہیں جان سکتی لوگ تو چاہینگے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں تو کہہ کہ اللہ خود محافظ ہوگا اللہ

القراٰن ولا تھنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہ

کی عنایت تیری حفاظت کریگی کیونکہ ہمنے اسکو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں اگر تجھ پر ہنسی

الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیرٌ ٭ و قالوا انّیٰ لک ھٰذا

کرتے ہیں کیا یہ خدا نے مبعوث کیا ہی تو کہہ ہاں میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں میری طرف یہ وحی کیگئی

ان ھٰذا الا اختلاق ٭ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم

ہو کہ ایک ہی وحدہٗ لاشریک معبود ہی اور یہ وحی کی ہو کہ تمام خیر قرآن شریف میں موجود ہی تم انکو اس

یلعبون ٭ و لا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون ٭

فرض تبلیغ سے نہ تھمکنا اور کوئی غم نہ کرنا اور استقلال کو نہ چھوڑنا کیا اللہ اپنے بندے کو کفایت نہیں کریگا

واذ یمکر بک الذی کفر اوقد لی یا ھامان. تبّت یدا

ضرور کریگا کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اللہ ہر شی پر قادر ہو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تیری تو لیکیسا ہو گیا یہ تو ایک تیری

ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفًا

بناوٹ ہی تو کہہ کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کریگا تو انکو انکے بیہودہ بحث میں ہی چھوڑ دے وہ تو بیہودہ لہو ولعب

وما اصابک من اللہ یا ابراھیم اعرض عن ھٰذا

میں گرفتار ہیں جو لوگ ظالم ہیں وہ اپنے ظلم کو نہیں چھوڑتے انکے بارہ میں مجھ سے ہمکلام مت ہو کہ وہ

انہ عبد غیر صالحٌ انما انت مذکر وما انت علیھم

ضرور غرق کر دئیے جائینگے جب ایک مکّار (محمد حسین بٹالوی) تجھ کو کافر ٹھہرائیگا اور تیری دعوی سے منکر

بمسیطر الفتنۃ ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولو العزم ٭ الا

ہو جائیگا (وہ اپنے ایک رفیق دہلوی سے فتویٰ لیگا) اور کہیگا ای ہامان! اس آگ کو جلا تا عوام النّاس

انھا فتنۃ من اللہ لیحبّ حبا جما عطاءً غیر مجذوذ ٭

افروختہ ہو جائیں اس مکفر ابی لہب یعنی آگ بھڑکانے کے باپ کے دونو ہاتھ ہلاک ہو گئے یعنی وہ دنیاوی

واللہ موھن کید الکافرین ونظرنا الیک وقلنا یا نار

حیثیت سے بھی تباہ ہوگا اور اُخروی حیثیت سے بھی وہ اپنی استفتا کی غرض میں نامراد رہیگا۔ ای ابراہیم

کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم لا یصدق السفیہ الا

تو اس سے اعراض کر وہ ایک غیر صالحہ آدمی ہی تو صرف نصیحت دہندہ ہے اسپر دار وغہ نہیں

سبیقۃ الھلاک عدو لی وعدو لک قل الی امر اللہ فلا
اس مکفر کو مناسب نہ تھا کہ اس معاملہ میں خود دخل دیتا مگر وہ ڈرتے ڈرتے (یعنی پوشیدہ طور اپنے شکوک رفع کرتا) انکو فتنت
تستعجلوہ اذا نصر المومن جعل لہ الحاسدین فی الارض
دنیا میں بڑا شور اٹھیگا اور بڑا فتنہ ہوگا پس تجھکو چاہیئے کہ اولو العزم انبیاء کی طرح صبر کرے یہ سب کچھ
فالنار موعدھم عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم و ان عدتم
خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھے زیادہ پیار کرے یہ پیار خدا کی طرف سے وہ نعمت ہے جو ہر تجھسے
عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیراً ط توبوا و اصلحوا
چھینی نہیں جائیگی ہم تیری طرف نظر رحمت کرینگے اور کہینگے کہ اے فتوی تکفیر اور مقدمہ بازیو
والی اللہ توجھوا و علی اللہ توکلوا و استعینوا بالصبر و
کی آگ اس ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی ہوجاوے اللہ دشمنوں کے تمام منصوبوں کو سست اور
الصلوٰۃ بشریٰ لک یا احمدی انت مرادی و معی بخرام
پست کردیگا سفلہ آدمی تو کسی نشان کو نہیں مانتا بجز موت کے نشان کے وہ میرا اور تیرا دشمن ہے
کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر
ان سفلوں کو کہدے کہ موت کا نشان بھی آئیگا پس تم مجھ سے جلدی مت کرو یہ سب کچھ اپنے
منار بلند تر محکم افتاد فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ
وقت پر ظاہر ہوگا جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر اسکے کئی حاسد بنا دیتا ہے
دکاً قوۃ الرحمان لعبید اللہ الصمد انا انزلناہ قریباً
سو جو لوگ حسد پر اصرار کرینگے اور باز نہ آوینگے تو ایک آگ کا عذاب یعنی طاعون انکا وعدہ گاہ ہے
من القادیان و بالحق انزلناہ و بالحق نزل صدق
خدا تعالیٰ کا ارادہ اسبات کی طرف متوجہ ہے جو تمپر رحم کرے اور اگر تمنے سرکشی کی طرف رجوع کیا
اللہ وصدق رسولہ وکان امر اللہ مفعولاً ط
تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کرینگے ہمنے ان کافروں کے لئے ایک گھیر نیوالا

ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولّون

دوزخ تیار کر رکھا ہی توبہ کرو اور فسق وفجور اور معصیت سے باز آؤ اور اپنی حال کی اصلاح کرو۔ اور

الدّبر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحرٌ

اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اسپر توکل کرو صبر وصلوٰۃ کیساتھ اس سے مدد طلب کرو اے میرے احمدؐ

مستمر واستیقنتھا انفسھم وقالوا لات

تیرے لئے بشارت ہو تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے خوش رہ کہ تیرا وقت نزدیک پہنچا

حین مناص انک الیوم لدینا مکین امین

اور محمدیوں کے پاؤں بلند منار پر مضبوط ہو گئے پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام

وان علیک رحمتی فی الدّنیا والدّین وانک

درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا رب الافواج اسطرف توجہ کریگا اس نشان کا

من المنصورین وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین ط

مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں جناب الٰہی کے احسانات کا

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین ط لا

دروازہ کہلا ہے اور اسکی پاک رحمتیں اسطرف متوجہ ہیں وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد

تقف مالیس لک بہٖ علم ط ولا تخاطبنی فی

کریگا خدا ہے ذوالجلال آفرینندۂ زمین وآسمان جب وہ خدا پہاڑ پر تجلی کریگا تو اسے پاش پاش کر دیگا یہ رحمان

الذین ظلموا انھم مغرقون ط یعصمک اللّٰہ من

کی قوت کی تجلّی اپنے بندے کی خاطر ہو گی میں اپنی چمکار دکھاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھے کو اٹھاؤنگا

عندہٖ وان لم یعصمک النّاس سبحان اللّٰہ

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے

زاد مجدک وینقطع اٰباؤک ویبدء منک

اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ہمنے اسکو قادیان کے قریب اتارا ہے اور وہ ضرورت حقہ کیساتھ اترا

انّك باعيننا . يرفع الله ذكرك و يتمّ نعمته

اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا تھا کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم قوی جماعت ہیں عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی

عليك فى الدنيا و الاخره - الا ان نصر

اور جب یہ لوگ نشان دیکھینگے تو کہینگے کہ یہ معمولی بات اور قدیمی سحر ہے حالانکہ انکے دل ان نشانوں پر یقین کر جائینگے

الله قريبٌ اصنع الفلك باعيننا و وحينا

اور کہینگے کہ اب گریز کی کوئی جگہ نہیں آج کے دن تو ہمارے پاس بڑے مرتبہ والا اور امین ہے اور تجھپر دین و دنیا میں ہماری

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله

رحمتیں ہیں اور تو ہی منصور ہے ہمنے تجھے جہان کے لئے رحمت کرکے بھیجا ہے کیا تو اپنے نفس کو اسوجہ سے تنگی میں

يد الله فوق ايديهم . يخرون على الاذقان

ڈالیگا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے جس بات کا تجھے علم ہے اسکے پیچھے مت پڑ اور مجھے ان ظالموں کے بارے میں مخاطب

سجّدًا ۔ ربنا اغفرلنا انا كنّا خاطئين ؕ

مت کر کیونکہ وہ ہلاک ہونیوالے ہیں اللہ تجھے اپنی طرف سے بچائیگا اگر لوگ تجھے نہ بچائینگے وہ اللہ پاک ہے جسنے تیری زندگی

لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله

کو زیادہ کیا وہ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع کر دیگا اور ابتدا خاندان تجھسے شروع کریگا تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اللہ

لكم و هو ارحم الرّاحمين (براہین احمدیہ)

تیرے ذکر کو بلند کریگا اور تجھپر دین و دنیا میں اپنی نعمتیں تمام کر دیگا۔ خبردار ہو جا کہ اللہ کی مدد قریب ہے ہمارے حکم سے

اور ہماری آنکھوں کے سامنے تو کشتی بنا وہ لوگ جو تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں گویا خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت

کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ انکے اوپر ہوتا ہے۔ وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں یہ کہتے ہوئے گر پڑینگے

اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش ہم سراسر خطا وار ہیں جاؤ آج کے دن تمپر الزام نہیں۔ اللہ

تمہارے گناہوں کو بخشنے وہ بڑا مہربان ہے ؕ

یہ ہیں وہ زبردست اور حیرت انگیز واقعات کہ جس کی خبر غیب الغیب ہستی

نے قریباً تیئیس برس پہلے اپنے غلام احمدؑ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کو دی تھی۔ اور آج ہم اسبات کے شاہد ہیں۔ ہمنے انکو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا کوئی ان سے فائدہ اٹھائے یا نہ اُٹھائے لیکن ان واقعات نے پوری ہو کر تمام دنیا پر ہر طرح سے یہ اتمام حجت کر دی ہے کہ حقیقی طمانیت اور راحت فی الواقعہ ذکر اللہ میں ہے۔ اور اور جن مختلف اسباب کے پیچھے پڑ کر اہلِ دنیا ایک موہومہ راحت حاصل کرنیکی کوشش کرتی ہے انہیں اسباب سے قطع تعلق کر کے اہل اللہ حقیقی جاودانی راحت اور سکینت حاصل کر لیتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے لیئے لوگوں سے کنارہ کشی کر کے زاویہ گمنامی اختیار کرتے ہیں اور لوگ ان کی طرف بھاگے چلے آتے ہیں۔ وہ خدا کی محبّت کو اپنے خویش و اقارب کی محبّت پر مقدّم رکھتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ رفیق عنایت کرتا ہے وہ مال کو اپنے معبود حقیقی کی راہ میں لٹاتے ہیں اور اہل دنیا اپنے عزیز مال کے ڈھیر ان کے قدموں کے آگے رکھتے ہیں اور اُس کے بدلہ میں صرف ایک پیاری نگاہ کے امیدوار ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب کے لئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور وہ رحیم ایسے وفادار لوگ اس کی تابع کر دیتا ہے کہ جو اس کی خاطر اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھے ہوئے اس کے اِشارے ہی کا انتظار کرتے ہیں وہ اس محبوب کی خاطر اپنی عزت کو بیچ ڈالتے ہیں اور خدا ان کے لئے ایسی عزّت لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے کہ جسکا اثر کبھی بھی زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ تک قائم رہتا ہے وہ عزت ان دنیاوی عزتوں کی طرح نہیں ہوتی کہ سامنے تو آداب عرض آداب عرض کی کورنشیں بجا لاتے ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں اسے گالیاں نکالتے ہیں بلکہ وہ ایک حقیقی عزّت ہوتی ہے جو ہر حال میں انکا سر تسلیم خم کروائے رکھتی ہے اور کیا مجال کہ انکے متعلق کوئی ناپاک خیال دل میں گزرنے بھی پائے وہ اس کی پاک باتوں پر غور کرتے کرتے وجد

کی حالت میں آتے ہیں اور بے اختیار سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور اس طرح یخرون علی الاذقان سجدًا کے وعدہ کو عملی طور پر پورا کرتے ہیں۔

الغرض اہلِ دنیا اور اہل اللہ میں اس دنیوی اور ظاہری لحاظ سے ایک عظیم الشان فرق یہ ہے کہ اہلِ دنیا کی نظر صرف انہی اسباب تک محدود ہوتی ہے یعنی وہ اپنا تمام آرام و راحت انہی اسباب کے حاصل کر لینے میں خیال کرتے ہیں اور ان کیخاطر ہزاروں قسم کی مصیبتیں اپنی جانوں پر سہتے ہیں اور جب وہ اُن اسباب کو حاصل کر لیتے ہیں تو عین خوشی کیوقت جدائی کی گھڑی انہیں مایوس کر دیتی ہے اسوقت بیفائدہ ٹھنڈے سانس بھرتے ہیں کہ کاش ہمیں مہلت ملے اور ہم دنیا کے دلفریب منظر کی ذرا اور سیر کر لیں اسوقت ان کی آنکھیں کھلتی ہیں اور ان تغیّر و تبدّل ہونیوالے اسباب کے حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الھٰکم التکاثر حتی ذرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ثم لترون عین الیقین ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم مطلب یہ کہ دنیا کی کثرت حرص و ہوا نے تمہیں (حقیقی مقصود سے روک) رکھا ہے۔ اور ہلاک کر دیا ہے یہانتک کہ تم قبروں میں جا پڑے۔ دنیا سے دل مت لگاؤ تم عنقریب جان لوگے کہ دنیا سے دل لگانا اور تکاثر کے پیچھے پڑنیکا نتیجہ اچھا نہیں ہے۔ اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہو تو تم دوزخ کو اسی دنیا میں دیکھ لو ۔ پھر تم (عالم برزخ میں) یقینی علم سے دیکھو گے۔ پھر تم (عالم آخرت میں) پوری مواخذے میں آجاؤ گے اور تم ان نعمتوں سے پوچھے جاؤ گے حاصل مطلب یہ کہ دنیا وہی اسباب جنکو کہ ایک دنیا دار اپنی راحت اور آرام کے باعث سمجھے ہوئے ہوتا ہے اسی دنیا میں موجب حسرت اور رنج ہو جاتے

ہیں اور وہ حقیقی طمانیت اور تسلّی اور خوشی محض ان اسباب سے حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تمام اسباب معرض تغیر تبدل میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ اپنی ذات میں قائم نہیں ہیں جو کوئی اُن اسباب پر بھروسہ کرکے اپنی امیدوں کی بلند اور عالیشان عمارتیں کھڑی کرتا ہو ہر آن خطرے اور خسارے میں پڑا ہؤا ہے کیونکہ اس کی عمارتوں کی بُنیاد بہت کمزور ہو وہ بنیاد تو آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں دوستو! میں دردمند دل سے پھر یہ کہتا ہوں کہ دنیا ومافیہا جو کچھ بھی ہو وہ اپنی ذات میں ہرگز ہرگز قائم نہیں ہو بلکہ ہر ایک چیز کے قیام کا باعث کوئی اور چیز ہو دیکھنے والیکو یہ دہوکہ لگا ہؤا ہو جو وہ یہ خیال کرتا ہو کہ یہ اشیاء اپنی ذات میں قائم ہیں اور یہ میری سچی خوشحالی کا باعث ہوسکینگی یہ مت خیال کرو کہ قریبًا تمام دنیا جو ان اسباب کے پیچھے پڑی ہوئی ہو آخر یونہی بیفائدہ یقینًا سمجھ لو کہ جس طرح دنیا وہی اسباب باوجودیکہ یہ اپنی ذات میں قائم نہیں ہیں اور پھر قائم بالذّات دکھائی دیتو ہیں ویسے ہی وہ جو ان اسباب پر اپنی کامیابی کا دارومدار سمجھ رہا ہو حقیقتًا دھوکے میں پڑا ہؤا ہو انجام کار وہ موہومہ کامیابی ناکامیابی کی صورت میں ظاہر ہوجاتی ہے اور بجائے راحت اور سکھ پہنچانے کے حسرت اور مصیبت کا باعث ہوتی ہیں۔ جب کبھی کہ میں اپنی قسمت کی نوشت کو الٹ کر کوری کا کورا دیکھتا ہوں تو میں بے اختیار وجد کی حالت میں چلّا اُٹھتا ہوں کہ کیا ہی باریک بیں نظر انبیاء علیہم السّلام کی ہوتی ہو جو وہ ان اسباب کی ہستی کو بے حقیقت جان کر حقیقی مبداء فیوض کے سامنے اسلمت لوب العالمین پکارتے ہوئے سرنگوں ہوجاتے ہیں انکی تاڑنیوالی نظریں اسباب کی تہ کو پہنچ جاتی ہیں کہ یہ تمام اشیاء جو بزبان حال مستقل وجود کا دعویٰ کررہی ہیں

تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ مخلوقیت اور انانیت کے حجاب میں مغشوش ہیں ورنہ درپردہ وہ حقیقی قیوم کی قیومیت کے زیر اثر قائم ہیں پس وہ سراب کیطرح دھوکہ دینے والے اسباب سے متنفّر ہو کر اسی ایک مبدا ر فیوض کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے سارے وجود کو مع اس کے تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کو حوالہ بخداؔ کر دیتے ہیں وہ اپنی خواہشوں اور قوتوں کو بحکم قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین خدا تعالیٰ کی مرضی کے ایسے تابع کر دیتے ہیں جیسے انکے اپنے اعضا انکے تابع ہوتے ہیں گویا وہ اعضا اور قوٰی اس کے اپنے نہیں ہوتے بلکہ جوارح الحق ہوتے ہیں اس کامل توحید کے بعد خدا تعالیٰ انکا متکفل اور لازمی چارہ اور ان کے دردوں کا علاج بنجاتا ہے اور جو کچھ کہ انھوں نے اس کی راہ میں کھویا ہوتا ہے وہ اس کے ہاتھ سے پاتے ہیں جیسا کہ آج تم نے اسکا مشاہدہ کیا ہے تب وہ انہی اسباب سے کامل خوشی اور راحت کیساتھ اپنی زندگی کے دن گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے قل من حرّم زینۃ اللہ التیّ اخرج لعبادہ والطّیبٰت من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمٰۃ۔ کہہ کہ اللہ نے جو زینت کے سازوسامان اور کھانے پینے کی پاکیزہ اشیار اپنے بندوں کے لیئے پیدا کی ہیں انکو کس نے حرام کیا وہ مومنوں کے لیئے دنیا کی حیاتی میں بھی ہیں اور قیامت کے دن تو انکے لئے خاصکر ہیں اور فرماتا ہے کہ یرزقہٗ من حیث لا یحتسب یعنی اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اسے وہم وگمان نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو سب کچھ اپنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لیئے کھو بیٹھتا ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے اسکی اور کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ سب سرور اور

راحت انکا اپنے محبوب کی خوشنودی اور رضامندی میں ہوتا ہے ان پر تکالیف اور مصائب بھی آتے ہیں مگر وہ کامل محبّت کیوجہ سے ان تکالیف میں ایک لذّت اور ذوق کو محسوس کرتے ہیں ان کے دل ان سخت مصیبتوں میں دنیا دار کے دل کی طرح منقبض اور پژمردہ اور افسردہ نہیں ہوجاتے بلکہ وہ اور جوش اور تپاک سے اس کی راہ میں قدم بڑھاتے ہیں اور اس طرح اپنا کامل صدق کا ثبوت اور نمونہ دنیا میں قایم کرتے ہیں اور ان تکالیف اور مصائب سے بارگاہ ایزدی میں مقبولیّت اور محبوبیّت اور محبیّت کے تاج سے سرفراز کیے جاتے ہیں اور برخلاف اس کے انہی قسم کے مصائب ایک دنیادار کی کمر کو توڑ ڈالتی ہیں اور تمام وہمی خوشیاں آناً فاناً غائب ہوجاتی ہیں اور وہ ہمہ آرام و راحت کے سامان آخرکار انکے لیے جہنّم ہوجاتے ہیں مومن کو بھی شروع شروع میں آخرکار خطرناک مصائب کا سامنا پڑتا ہے اور دنیا انکے لیے ایک جہنّم معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف میں بھی آیا ہے مگر بموجب اس آیت کہ ثمّ ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیّاً وہ حقیقی نجات پا جاتے ہیں اور دنیا میں بھی انہیں ایک جنّت عطا کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولمن خاف مقام ربّہٖ جنّتٰن یعنی اس شخص کے لیے جو اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کیلیے دو جنت ہیں ایک تو اسی دنیا کی حیات میں اور ایک آخرت میں اور فرماتا ہے کہ ان الذین قالوا ربّنا اللہ ثمّ استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا الخ یعنی بیشک وہ لوگ جو کہتے ہیں ہمارا رب وہ اللہ ہے اور پھر اس پر پوری استقامت دکھاتے ہیں فرشتے انپر اترتے ہیں خوف اور حزن مت کرو اس

* یعنی ہر ایک تم سے جہنم میں وارد ہونیوالا ہے مگر متقی کو آخرکار ہم نجات دینگے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے اس میں چھوڑ دینگے - منہ

جنّت سے خوش ہو جا وسیکا تمکو وعدہ دیا گیا تھا۔

غرض دنیا دار اور مومن میں ایک فرق یہ ہو کہ دنیا دار تو اپنی راحت اور سکھ کے سامان خود تجویز کرتا ہی اور ان کے حاصل کرنیکے لئے دن رات طرح طرح کی تکالیف اپنے اوپر برداشت کرتا ہی لیکن انجامکار وہ آرام و راحت کے مجوزہ سازوسامان اس کے لئے باعثِ حسرت اور دُکھ ہو جاتے ہیں اور ایک مومن ان تغیّر و تبدل ہونیوالے اسباب سے منہ پھیر کر حقیقی قیّوم کی طرف خالص محبّت کیساتھ متوجہ ہو جاتا ہی اور وہ رحیم کریم خدا اسکا متکفّل* اور چارہ ساز بنجاتا ہی اور وہ اس طرح حقیقی اور سرمدی راحت اور سکینت کا وارث بنجاتا ہے پیارے دوستو! اپنے حقیقی مالک کی الا بذکر اللہ کی صدا کو دل کے کانوں سے سنو! اور دنیا کے سامنے اس پاک اصول کا عملی نمونہ قایم کر کے حقیقی شاہد بنجاؤ۔ ایک خدا کا رسول تم میں آیا اور اپنے عملی نمونہ سے تمپر محبّت قائم کر گیا پس اسی طرح تمہارا بھی یہ فرض ہی کہ تم دنیا پر محبّت کر دو کہ فی الواقعہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کا پاک اصول درست اور صحیح اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ (سیّد ولی اللہ شاہ)

حاشیہ* میں بارہا یہ خیال کر کے وجد میں آتا ہوں کہ وہ خدا کیسا رحیم و کریم ہی کہ انسان جب اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتا ہی اور اپنے آپکو صبغۃ اللہ میں رنگین کر لیتا ہی یعنی اسکے تمام قویٰ اور اعضا میں الٰہی نور چمک اٹھتا ہی تب وہ مہربان مولیٰ سب اشیا ملایکہ سے لیکر نباتات اور معدنیات تک کو اسجدوا کا حکم دیتا ہی اور وہ اسکے تابع ہو جاتے ہیں اور وہ انسان بھی جو اسکا دشمن ہو جاتا ہی اسکے دکھ کا باعث نہیں ہوتا بلکہ حقیقی کامیابی کا باعث ہوتا ہی کیونکہ خدا تعالیٰ جو حکیم ہی اس دشمنی اور مخالفت میں بھی ایک حکمت مدنظر رکھتا ہے وہ اسکی مخالفت کے مقابل پر اپنا زبردست ہاتھ دکھا کر کامل فتح اسے نصیب کرتا ہی اور لوگوں پر یہ ظاہر کر دیتا ہی کہ الٰہی تائید اسی کی یاور ہی الغرض جسطرح یہ تمام موجودات طوعاً و کرہاً اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہی ہیں ویسے ہی ان

.. جوارح الحق کو بھی سجدہ کرتی ہیں +

گوشوارہ آمد و خرچ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

آمد

چندہ ممبری	قیمت رسالہ	متفرق	میزان
.	۲ر	۱ر	۱۳ر

خرچ

سامان خرچ دفاتر	عملہ	طبع	سامان اخراجات	[illegible]	[illegible]	میزان	کیفیت
.	*	۱۴ر	۱۲ر	.	۲ر	۱۳ر	* عملہ کی تنخواہ بجٹ سنہ ۱۹۱۱ء منظور ہونے پر برآمد ہوگی۔

بقایا سال گذشتہ تا دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء — [illegible]

آمد بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء — ۱۳ر

میزان — [illegible]

خرچ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء — ۱۳ر

باقی موجودہ خزانہ انجمن تشحیذ الاذہان — ۱۳ر

ناظر — ماسٹر محمد الدین بی۔ اے

محاسب — شیخ محمود احمد [illegible]

رجسٹرڈ ایبل نمبر ۵۶۸

کلکتے کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی عجب دوائیں جو ۲۶ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

کھانسی کی دوا

یہ دوا چاہے کیسی کھانسی وکف کی بیماری ہو اسکو آرام کرتی ہے اس میں پانچ فواید ہیں (۱) سردی سے بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو تپلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی بیس خوراک عہ پیکنگ و محصولڈاک ۸ر چھوٹی شیشی سولہ خوراک ۸ر پیکنگ و محصولڈاک ۵ر

اس دوا پر مہاراجہ دل گنجن سنگھ صاحب کی رائے۔

دیو بہادر فیوڈ ٹری چیف پٹنہ اسسٹنٹ بوالاگیر ضلع سمبلپور سے لکھتے ہیں جناب من آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل رفع ہو گئی مجھے صرف خوراک سے زیادہ پینے کی دکار نہ ہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اسواسطے دوبارہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

درد سر و ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے درد ریاح جیسے چیس ٹیک چمک رگوں بھر میں کنگنی سے جو کہیں جی چپٹاتے ہوں تو اس دوا سے آرام ہو جاوگے چاہے جسم کے کسی حصہ میں ایسا درد ہو سر دوا سے مٹ جایگا درد سر کیواسطے اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہو نصف سر میں یا تمام سر میں کیوجہ کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے اور پھر یہ بھی نہیں کہ سر کٹا جاتا ہو اڑا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے ان دنوں لوگ ذرا ذرا باتوں میں سرد کھایا کرتے ہیں کام محنت کی باتوں میں فکر تردد میں عیش و عشرت میں تکرات اور راتو دن نیا یا کرتے ہیں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں اور ہائے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لئے اسکے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اسلئے خاص و عام کو یہ دوا گھر میں رکھنا لازم ہے قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۶ر محصولڈاک ایک سے ۴ ڈبیا تک

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند سٹریٹ کلکتہ